ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

از: لطف الرحمٰن خان
نظرِ ثانی: حافظ نذیر احمد ہاشمی

سورۃ البقرۃ (مسلسل)

آیت ۱۴۲

﴿سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَاوَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾﴾

ترکیب: ''سَيَقُوْلُ'' کا فاعل ''السُّفَهَاءُ'' ہے اور ''مِنَ النَّاسِ'' جار مجرور متعلق محذوف ''كَائِنِيْنَ'' حال ہے ''السُّفَهَآءُ'' کا۔ ''مَا'' استفہامیہ ہے اور مبتدأ ہے جبکہ جملہ فعلیہ ''وَلّٰهُمْ'' اس کی خبر ہے۔ ''عَنْ قِبْلَتِهِمْ'' متعلق خبر ہے اور یہ ''قِبْلَتِهِمْ'' موصوف ہے جبکہ ''الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا'' اس کی صفت ہے۔ ''الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ'' مبتدأ مؤخر ہیں ان کی خبر محذوف ہے اور ''لِلّٰهِ'' قائم مقام خبر مقدم ہے۔ ''يَهْدِىْ'' کا فاعل اس میں شامل ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے اور ''مَنْ'' اس کا مفعول ہے۔ ''يَشَاءُ'' کا فاعل بھی ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے اور یہ جملہ مقولہ ہے ''قُلْ'' کا۔

ترجمہ

سَيَقُوْلُ: کہیں گے	السُّفَهَآءُ: بیوقوف لوگ
مِنَ النَّاسِ: لوگوں میں سے	مَا: کس چیز نے
وَلّٰهُمْ: پھیرا اُن کو	عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ: ان کے اس قبلے سے

كَانُوْا : وہ لوگ تھے — عَلَيْهَا : جس پر
قُلْ : آپ کہیے — لِلّٰهِ : اللہ ہی کے لیے ہے
الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ : مشرق اور مغرب — يَهْدِيْ : وہ ہدایت دیتا ہے
مَنْ يَّشَآءُ : اس کو جس کو وہ چاہتا ہے — اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ : ایک سیدھے راستے کی طرف

آیت ۱۴۳

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾

<u>و س ط</u>

وَسَطَ (ض) وَسْطًا : کسی کے درمیان میں بیٹھنا' درمیان میں ہونا۔ ﴿فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝﴾ (العٰدیٰت) "پھر وہ سب (یعنی گھوڑوں کے رسالے) اس کے درمیان میں بیٹھے (یعنی گھس گئے جم کر)"

وَسُطَ (ک) وَسَاطَةً : شریف ہونا' افضل ہونا۔

اَوْسَطُ (مؤنث وُسْطٰى) : افعل التفضیل ہے۔ زیادہ درمیان یعنی ٹھیک یا بالکل درمیان۔ ﴿فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ﴾ (المائدۃ:۸۹) "تو اُس کا کفارہ ہے کھانا کھلانا دس مسکینوں کو' اُس کے اوسط سے جو تم لوگ کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو۔" ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ (البقرۃ:۲۳۸) "تم لوگ نگہبان رہو نمازوں پر اور درمیانی نماز پر۔"

وَسَطٌ : معتدل' متوازن' یعنی افراط وتفریط سے پاک (آیت زیرِ مطالعہ) یہ مذکر' مؤنث' واحد' جمع سب کے لیے آتا ہے۔

<u>ع ق ب</u>

عَقَبَ (ض' ن) عَقْبًا : پیر کا پچھلا حصہ یعنی ایڑی مارنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ

متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: (۱) پیچھے آنا۔ (۲) جانشین ہونا۔ (۳) ایک چیز جانے کے بعد اُس کا دوسرا رُخ سامنے آنا' جیسے رات کے بعد صبح کا آنا' یعنی نتیجہ ظاہر ہونا' بدلہ سامنے آنا۔

عُقْبٰی: افعل التفضیل کا مؤنث ہے (فُعْلٰی کے وزن پر)۔ زیادہ یا سب سے پیچھے یعنی آخر میں ظاہر ہونے والا نتیجہ یا بدلہ۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ زیادہ تر دو معانی میں آتا ہے۔ (۱) آخری۔ (۲) بدلہ۔ ﴿وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ﴾ (الرعد) ''اور وہ لوگ دفع کرتے ہیں بھلائی سے برائی کو' ان لوگوں کے لیے ہے آخری گھر۔'' ﴿تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ﴾ (الرعد) ''یہ بدلہ ہے ان لوگوں کا جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا' اور کافروں کا بدلہ ہے آگ۔''

عَقِبٌ ج اَعْقَابٌ (اسم ذات): کسی چیز کا پچھلا حصہ۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: (۱) ایڑی۔ (۲) بیٹے' پوتے وغیرہ۔ ﴿فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ (الانفال:۴۸) ''پھر جب آمنے سامنے ہوئیں دونوں فوجیں تو وہ پسپا ہوا اپنی دونوں ایڑیوں پر۔'' ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (الزخرف) ''اور اُس نے بنایا اس کو ایک باقی رہنے والا فرمان اپنی اولاد میں' شاید وہ لوگ رجوع کریں۔'' ﴿يَرُدُّوْكُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ﴾ (آل عمران:۱۴۹) ''تو وہ پھیر دیں گے تم لوگوں کو تمہاری ایڑیوں پر۔''

عُقْبٌ (اسم ذات): نتیجہ' انجام۔ ﴿هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا﴾ (الکہف) ''وہ بہتر ہے بطور بدلے کے اور بہتر ہے بطور انجام کے۔''

عَاقِبَةٌ (اسم ذات): بدلہ (خواہ اچھا ہو یا برا) ﴿فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾ (آل عمران) ''پس تم لوگ دیکھو کیسا تھا جھٹلانے والوں کا بدلہ۔'' ﴿اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (ھود) ''بیشک بدلہ ہے تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے۔'' ﴿وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾ (الحج) ''اور اللہ کی ہی ملکیت ہے تمام کاموں کا بدلہ۔''

عَقَبَةٌ: دشوار گزار گھاٹی۔ ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ (البلد) ''تو اُس نے عبور نہیں کیا گھاٹی کو۔''

اَعْقَبَ (افعال) اِعْقَابًا: کسی چیز کے بدلے میں کچھ دینا' بدلہ دینا۔ ﴿فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ (التوبۃ:۷۷) ''تو اس نے بدلے میں دیا ان کو ایک نفاق ان کے

دلوں میں۔"

عَقَّبَ (تفعیل) تَعْقِیبًا: پیچھے ہونا' پیچھے ڈالنا۔ ﴿وَلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ﴾ (النمل:۱۰) "وہ چل دیا پیٹھ پھیرتے ہوئے اور پیچھے ہوا ہی نہیں (یعنی مڑ کر نہ دیکھا)"

مُعَقِّبٌ (اسم الفاعل): پیچھے ہونے والا' پیچھے ڈالنے والا۔ ﴿وَاللّٰهُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِهٖ ؕ﴾ (الرعد:۴۱) "اور اللہ حکم کرتا ہے' کوئی پیچھے ڈالنے والا نہیں ہے اس کے حکم کو۔" ﴿لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ﴾ (الرعد:۱۱) "اس کے ہیں (یعنی اس کی ملکیت ہیں) پیچھے رہنے والے (یعنی پہرے دار) اس کے (یعنی انسان کے) آگے سے اور اس کے پیچھے سے۔"

عَاقَبَ (مفاعلہ) مُعَاقَبَةً: ایک دوسرے کے پیچھے پڑنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ جیسے: (۱) کسی کے ساتھ زیادتی کرنا۔ (۲) کسی زیادتی کا بدلہ دینا۔ (۳) کسی زیادتی پر گرفت کرنا' سزا دینا۔ ﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ﴾ (النحل:۱۲۶) "اور اگر تم لوگ بدلہ لو' تو بدلہ لو اُس کے جیسا تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی جتنی۔" ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾ (البقرۃ) "اور تم لوگ جان لو کہ اللہ سزا دینے کا سخت ہے۔"

عَاقِبْ (فعل امر): تُو بدلہ دے' سزا دے۔ دیکھیے سورۃ النحل کی آیت ۱۲۶۔

<u>ض ی ع</u>

ضَاعَ (ض) ضِیَاعًا: کسی چیز کا تلف ہونا' بے کار ہونا۔

اَضَاعَ (افعال) اِضَاعَةً: کسی چیز کا تلف کرنا' ضائع کرنا۔ ﴿اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ﴾ (آل عمران:۱۹۵) "کہ میں ضائع نہیں کرتا کسی عمل کرنے والے کے عمل کو تم میں سے۔"

<u>ر ء ف</u>

رَءَفَ (ف) رَاْفَةً: نرم دل ہونا' شفیق ہونا۔

رَءُوْفٌ: فعول کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت نرمی کرنے والا' بہت شفقت کرنے والا۔ ﴿وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ﴾ (البقرۃ) "اور اللہ بہت نرمی کرنے والا ہے بندوں سے"۔

رَاْفَةٌ (اسم ذات): نرمی' شفقت۔ ﴿وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ﴾ (الحدید:۲۷) "اور ہم نے بنائی (یعنی رکھی) ان کے دلوں میں جنہوں نے

پیروی کی ان (علیہ السلام) کی نرمی اور رحمت۔"

ترکیب : "وَكَذٰلِكَ" واو استیناف' کاف حرف جر اسم مجرور' جار مجرور متعلق محذوف کے ساتھ بوضع نصب میں ہے' مصدر محذوف کی صفت ہے اور تقدیر عبارت یوں ہے: وَمِثْلَ هِدَايَتِنَا مَنْ نَشَاءُ جَعَلْنَاكُمْ۔ "جَعَلْنَا" کا مفعول اوّل "كُمْ" کی ضمیر ہے' جبکہ مرکب توصیفی "اُمَّةً وَّسَطًا" مفعولِ ثانی ہے۔ "لِتَكُوْنُوْا" پر "لامِ كَيْ" داخل ہوا ہے اس لیے "تَكُوْنُوْنَ" کا نونِ اعرابی گرا ہوا ہے۔ اس کا اسم "واو" ہے۔ "شُهَدَاءَ" اس کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور "عَلَى النَّاسِ" متعلق خبر ہے۔ "يَكُوْنُ" کی نصب "لام كَيْ" کی وجہ سے ہے جو "لِتَكُوْنُوْا" پر آ چکا ہے اور اس کا اسم "اَلرَّسُوْلُ" ہے' جس پر لامِ تعریف داخل ہوا ہے۔ "شَهِيْدًا" اس کی خبر ہے اور "عَلَيْكُمْ" متعلق خبر ہے۔ "وَمَا جَعَلْنَا" کا مفعولِ اوّل "اَلْقِبْلَةَ" ہے جس پر لامِ تعریف داخل ہوا ہے جبکہ مفعولِ ثانی محذوف ہے۔ "اَلَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا" کا پورا فقرہ محذوف مفعول ثانی کی صفت ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے: "وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ' اَلْقِبْلَةَ الَّتِيْ ......" یا "اَلَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا" مذکور "اَلْقِبْلَةَ" کی صفت ہے اور مفعول ثانی محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے: "وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا قِبْلَةً"۔ "مَا جَعَلْنَا" کا مفعول ثانی "عَلَيْهَا" کے بعد آنا تھا جسے محذوف کیا گیا ہے اور یہ "قِبْلَةً" ہو سکتا ہے۔ "اَلَّتِيْ" کے ساتھ "كُنْتَ" کا اسم "ت" ضمیر بارز ہے' اس کی خبر محذوف ہے جو کہ "قَائِمًا" ہو سکتی ہے۔ "عَقِبَيْهِ" دراصل "عَقِبٌ" کا تثنیہ "عَقِبَانِ" تھا۔ اس پر "عَلٰى" داخل ہوا تو حالتِ جر میں یہ "عَقِبَيْنِ" ہو گیا' پھر مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نونِ اعرابی گر گیا' جبکہ "هِ" کی ضمیر اس کا مضاف الیہ ہے۔ "وَاِنْ" میں "واوَ" حالیہ ہے۔ "اِنْ" دراصل "اِنَّ" ہے۔ اس کا اسم محذوف ہے۔ اَیْ والحال انها۔ "كَانَتْ" کی ضمیر "هِيَ" اس کا اسم ہے۔ اور یہ "اَلتَّحْوِيْلَةَ" (تحویل) کے لیے ہے جبکہ "لَكَبِيْرَةً" میں لامِ فارقہ ہے اور یہ "كَانَتْ" کی خبر ہے۔ "وَمَا كَانَ اللّٰهُ" میں آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لیے "كَانَ" کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

"قِبْلَةٌ": کعبہ کا رُخ جو نماز میں سامنے ہوتا ہے۔ سامنے کا رخ۔ محاورہ ہے: "اَيْنَ قِبْلَتُكَ" تمہارا رُخ کدھر کو ہے؟ جو چیز مُنہ کے سامنے ہو اُس کو بھی قبلہ کہتے ہیں۔ نماز پڑھنے والے کے منہ کے سامنے کعبہ ہوتا ہے اس لیے کعبہ کو بھی قبلہ کہتے ہیں۔

امام راغب نے "مفردات" میں اور پروفیسر عبدالرؤف مصری نے "معجم القرآن"

میں لکھا ہے کہ اصل لغت میں سامنے والے (مقابل) آدمی کی حالت کو قبلہ کہا جاتا تھا' مجازاً سامنے والے آدمی اور سامنے کی جہت میں اس کا استعمال ہونے لگا۔

لیکن سورۃ یونس آیت ۸۷ ﴿وَاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً﴾ سے مراد بقول سیوطی اور خازن نماز کا مقام ہے۔ فرعون نے چونکہ نماز پڑھنے کی ممانعت کر دی تھی اس لیے بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ گھروں کو ہی مقام نماز بنالو اور چھپ کر گھروں میں ہی نماز پڑھا کرو۔ بعض غیر معتبر مفسرینِ لغاتِ قرآن نے اس آیت میں قِبْلَةً کا ترجمہ کیا ہے آمنے سامنے' یعنی اپنے مکان آمنے سامنے بناؤ تاکہ ضرورت کے وقت باہم شریک ہو سکو۔ لیکن یہ تشریح سیاقِ قرآنی کے علاوہ قدماء مفسرین کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔ نہ لغت اس کی اجازت دیتی ہے نہ قرینہ اس کا مقتضی ہے' اور نہ ہی واقعہ اس کی تائید کرتا ہے۔

<u>ترجمہ</u>

وَكَذٰلِكَ : اور اس طرح	جَعَلْنٰكُمْ : ہم نے بنایا تم لوگوں کو
اُمَّةً وَّسَطًا : ایک معتدل اُمت	لِتَكُوْنُوْا : تاکہ تم لوگ ہو جاؤ
شُهَدَآءَ : گواہ	عَلَى النَّاسِ : لوگوں پر
وَيَكُوْنَ : اور تاکہ ہو جائیں	الرَّسُوْلُ : یہ رسولؐ
عَلَيْكُمْ : تم لوگوں پر	شَهِيْدًا : گواہ
وَمَا جَعَلْنَا : اور ہم نے نہیں بنایا	الْقِبْلَةَ : اس قبلہ کو
الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ : جس پر آپؐ تھے	اِلَّا : سوائے اس کے
لِنَعْلَمَ : تاکہ ہم جان لیں کہ	مَنْ : کون
يَّتَّبِعُ : پیروی کرتا ہے	الرَّسُوْلَ : ان رسولؐ کی
مِمَّنْ : اس میں سے جو	يَّنْقَلِبُ : پلٹ جاتا ہے
عَلٰى عَقِبَيْهِ : اپنی دونوں ایڑیوں پر	وَاِنْ : اور یقیناً
كَانَتْ : وہ تھی	لَكَبِيْرَةً : بھاری
اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ : سوائے ان لوگوں پر جنہیں	هَدَى اللّٰهُ : ہدایت دی اللہ نے
وَمَا كَانَ اللّٰهُ : اور اللہ نہیں ہے	لِيُضِيْعَ : کہ وہ ضائع کرے
اِيْمَانَكُمْ : تم لوگوں کے ایمان کو	اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ : یقیناً اللہ لوگوں پر
لَرَءُوْفٌ : بے انتہا نرمی کرنے والا	رَّحِيْمٌ : ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

نوٹ (۱) : ''اِنَّ'' کی تخفیف (دوسرا نون حذف کر کے) جائز ہے۔ تخفیف کے بعد اگر اس کے بعد کوئی فعل آ جائے تو اس کو مہملہ بنانا واجب ہے۔ مثلاً ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ﴾ (الشعراء) اور اگر اس کے بعد اسم آ جائے تو اس کو عاملہ قرار دینا قلیل اور مہملہ قرار دینا غالب و اکثر ہے۔ مہملہ کی مثال ''اِنْ اَنْتَ لَصَادِقٌ'' اور عاملہ کی مثال ''اِنْ زَيْدًا مُنْطَلِقٌ'' ہے۔

(۱) تخفیف کے بعد اگر اس کو مہملہ قرار دیا جائے تو ''اِنْ'' نافیہ اور اس کے درمیان فرق کرنے کے لیے اس کی خبر پر لامِ مفتوح لگانا واجب ہے۔ اس لام کا نام لامِ فارقہ ہے۔

(۲) ''اِنْ'' مخففہ کے بعد صرف افعال ناسخہ لحکم المبتدأ والخبر (افعال ناقصہ اور افعال مقاربہ) آئیں گے۔ پھر اکثر و بیشتر ان افعال کے فعل ماضی ہی کا استعمال ہوتا ہے اگرچہ فعل مضارع کا استعمال بھی جائز ہے۔ مثلاً: (۱) ﴿اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ﴾ (آیت زیر مطالعہ) (۲) ﴿تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ﴾ (الصّٰفّٰت) (۳) ﴿وَاِنْ وَّجَدْنَا اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ﴾ (الاعراف) مضارع کی مثال: ﴿وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ﴾ (الشعراء)

نوٹ (۲) : ''كَانَ'' نافیہ (مَا كَان) کے بعد مضارع پر اگر ''لام'' آئے تو وہ ''لامِ جحود'' کہلاتا ہے ''لامِ كَيْ'' نہیں۔

نوٹ (۳) : وحی کی ایک قسم وہ ہے جسے قرآن مجید میں لکھ دیا گیا۔ اسے ''وحیِ متلوّ'' یعنی تلاوت کی ہوئی وحی کہتے ہیں۔ وحی کی دوسری قسم وہ ہے جسے قرآن مجید میں نہیں لکھا گیا' لیکن نبی اکرم ﷺ کے اپنے اقوال و اعمال اسی وحی کی بناء پر تھے۔ اسے ''وحیِ غیر متلوّ'' کہتے ہیں اور اس کا ثبوت ہمیں قرآن مجید سے ملتا ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ ایسے ہی مقامات میں سے ایک ہے۔

مدینہ منورہ میں تقریباً سولہ یا سترہ مہینے حضور ﷺ نے بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھائی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس کو قبلہ ہم نے بنایا تھا' لیکن قرآن مجید میں یہ حکم درج نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کا یہ عمل وحیِ غیر متلو کے تحت تھا۔

آیت ۱۴۴

﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ
وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ
شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ
بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ﴾

ش ط ر

شَطَرَ (ن) شَطْرًا : کسی چیز کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرنا۔

شَطْرٌ : کسی چیز کا نصف یا وسط۔ پھر کسی چیز کے رُخ یا سمت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ آیتِ زیرِ مطالعہ۔

ح ی ث

اس مادہ سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

حَيْثُ : یہ ظرفِ مکان ہے اور ضمہ پر مبنی ہے۔ جہاں' کہاں (یہ زیادہ تر مکانِ مبہم کے لیے آتا ہے اس لیے اس کے بعد کسی جملہ یا فقرہ سے اس کی وضاحت کی جاتی ہے)۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب : ''نَرٰی'' کا فاعل اس میں شامل ''نَحْنُ'' کی ضمیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ لفظ ''تَقَلُّبَ'' میں حرفِ لام کی ضمہ بتا رہی ہے کہ یہ بابِ تفعّل کے ماضی کا صیغہ نہیں ہے' بلکہ اس کا مصدر ہے۔ مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین سے خالی ہے۔ ''وَجْهِ'' اس کا مضاف الیہ بھی ہے اور آگے ضمیر ''كَ'' کا مضاف بھی ہے۔ یہ پورا مرکب اضافی ''نَرٰی'' کا مفعول ہے اس لیے اس کے مضاف ''تَقَلُّبَ'' پر نصب آئی ہے۔ جبکہ ''فِي السَّمَآءِ'' متعلق ''تَقَلُّبَ'' ہے۔

''لَنُوَلِّيَنَّ'' دراصل بابِ تفعیل میں ''وَلّٰی ۔ يُوَلِّيْ'' کا نونِ ثقیلہ کے ساتھ مضارع ہے اور جمع متکلم کا صیغہ ہے۔ اس میں شامل ''نَحْنُ'' کی ضمیر اس کا فاعل ہے' جو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس کے ساتھ ضمیر ''كَ'' اس کا مفعولِ اوّل ہے جبکہ ''قِبْلَةً'' مفعول ثانی ہے اور نکرہ موصوفہ ہے ''تَرْضٰىهَا'' اس کی صفت ہے۔

''فَوَلِّ'' واحد مذکر مخاطب کے صیغے میں فعل امر ہے۔ اس کا فاعل اس میں شامل

"اَنْتَ" کی ضمیر ہے۔ مرکب اضافی "وَجْهَكَ" اس کا مفعول اوّل ہے اس لیے "وَجْهَ" پر نصب آئی ہے۔ مرکب اضافی "شَطْرَ الْمَسْجِدِ" مفعول فیہ (ظرف مکان) وَلِّ کے لیے۔ اس لیے "شَطْرَ" نصب میں ہے جبکہ "اَلْحَرَام" اَلْمَسْجِدِ" کی صفت ہے۔ "حَيْثُمَا" وا واستینافیہ "حَيْثُمَا" اسم شرط جازم فی محل نصب علی الظرفیۃ۔ متعلق لمحذوف خبر "كُنْتُمْ" المقدم (موجودین) كُنْتُمْ "كَانَ" فعل ناقص "تُمْ" ضمیر بارز اس کا اسم۔ خبر موجودین مقدم۔ یہ سارا جملہ فعل شرط ہے اور "فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ..... اِلٰى آخِرِهٖ" جزا ہے۔ "فَوَلُّوْا" جمع مذکر مخاطب کے صیغے میں فعل امر ہے۔ اس کا فاعل "واو" ہے۔ "وُجُوْهَكُمْ" مفعول اوّل اور "شَطْرَهٗ" مفعول فیہ ظرف مکان ہے۔ اس میں "هٗ" کی ضمیر مسجد حرام کے لیے ہے۔ یہ جملہ فعلیہ "حَيْثُ مَا كُنْتُمْ" شرط کی جزا ہے۔

﴿وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ﴾ میں واو استیناف "اِنَّ" حرف مشبہ بالفعل "اَلَّذِيْنَ" اسم موصول "اُوْتُوْا" فعل ماضی مجہول "واو" ضمیر بارز نائب الفاعل "اَلْكِتٰبَ" مفعول ثانی۔ یہ جملہ فعلیہ صلہ ہے موصول کا۔ موصول اور صلہ مل کر اس کا اسم۔ "لَيَعْلَمُوْنَ" میں "لام مزحلقہ" ہے۔ "يَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ" جملہ خبریہ ہے۔ پھر "يَعْلَمُوْنَ" متعدی بہ دو مفعول۔ جملہ اسمیہ "اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ" اس کے دو مفعولوں کے قائم مقام ہے۔ "اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ" میں "اَنَّ" حرف مشبہ بالفعل "ہ" ضمیر اس کا اسم "اَلْحَقُّ" خبر، ضمیر فاصل محذوف۔ "مِنْ رَّبِّهِمْ" جار مجرور متعلق "کائناً" کے ساتھ، یہ حال ہے "اَلْحَقُّ" سے۔ "اَنَّهُ الْحَقُّ" میں "هٗ" کی ضمیر "اَنَّ" کا اسم ہے اور "اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" کے لیے ہے۔ "اَلْحَقُّ" خبر معرّف باللّام ہے اور ضمیر فاصل "هُوَ" کے بغیر ہے۔ پورا جملہ اس طرح ہوتا ہے: "اَنَّهُ هُوَ الْحَقُّ"۔

ترجمہ

قَدْ نَرٰى : ہم نے دیکھا ہے	تَقَلُّبَ وَجْهِكَ : آپؐ کے چہرے کا پلٹنا
فِي السَّمَآءِ : آسمان میں	فَلَنُوَلِّيَنَّكَ : تو ہم لازماً پھیر دیں گے آپؐ کو
قِبْلَةً : اس قبلہ کی طرف	تَرْضٰىهَا : آپؐ راضی ہوں جس سے
فَوَلِّ : پس آپ پھیریں	وَجْهَكَ : اپنے چہرے کو
شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ : مسجد حرام کی طرف	وَحَيْثُ مَا : اور جہاں کہیں بھی

کُنْتُمْ : تم لوگ ہو	فَوَلُّوْا : تو تم لوگ پھیرو
وُجُوْهَكُمْ : اپنے چہروں کو	شَطْرَهٗ : اس کی طرف
وَاِنَّ الَّذِیْنَ : اور بیشک وہ لوگ جن کو	اُوْتُوا الْكِتٰبَ : دی گئی کتاب
لَیَعْلَمُوْنَ : یقیناً جانتے ہیں	اَنَّهُ الْحَقُّ : کہ وہ ہی حق ہے
مِنْ رَّبِّهِمْ : ان کے ربّ سے	وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ : اور اللہ غافل نہیں ہے
عَمَّا : اس سے جو	یَعْمَلُوْنَ : یہ لوگ کرتے ہیں

نوٹ (۱) : اہل کتاب کے علماء پر یہ حقیقت پوری طرح واضح تھی کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ تعمیر کیا تھا اور یہ بنو اسماعیل اور بنو اسرائیل دونوں کا قبلہ تھا۔ پھر تیرہ سو سال بعد حضرت سلیمان ؑ نے بیت المقدس تعمیر کرایا تو وہ یہودیوں کا قبلہ قرار پایا۔ لیکن اپنی کتابوں میں وہ لکھا ہوا پاتے تھے کہ ''اُس نبی'' یعنی آخری نبی (حضرت محمد ﷺ) کا قبلہ خانہ کعبہ ہوگا۔

ابوالعالیہؒ کا ایک یہودی سے مناظرہ ہوگیا۔ یہودی نے کہا کہ حضرت موسیٰ ؑ کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ ابوالعالیہؒ نے کہا نہیں' حضرت موسیٰؑ بیت المقدس کے پاس نماز پڑھتے تھے لیکن آپؑ کا رُخ بیت اللہ کی طرف ہی ہوتا تھا (واضح رہے کہ حضرت موسیٰ ؑ کے زمانے میں بیت المقدس تعمیر نہیں ہوا تھا) یہودی نے انکار کیا تو ابوالعالیہؒ نے کہا اس جھگڑے کا فیصلہ حضرت صالح ؑ کی مسجد کرے گی جو بیت المقدس کے نیچے ایک پہاڑ پر تھی۔ دیکھا گیا تو اس کا قبلہ بیت اللہ کی طرف تھا۔ (معارف القرآن' ج۱' ص۳۷۵)

آیت ۱۴۵

﴿وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾

ترکیب : ''وَلَئِنْ'' میں واو استیناف' لامِ مُوَطِّئَةٌ لِلْقَسَم ۔ ''اِنْ'' شرطیہ۔ ''اَتَیْتَ'' فعل ماضی ۔ ''تَ'' ضمیر بارز فاعل ۔ ''الَّذِیْنَ'' اسم موصول۔ ''اُوْتُوْا'' فعل ماضی مجہول ۔ واو ضمیر بارز' نائب الفاعل ''الْكِتٰبَ'' مفعولِ ثانی۔ ''بِكُلِّ اٰیَةٍ'' جار مجرور متعلق ''اَتَیْتَ'' کے۔ فعل نائب الفاعل' مفعولِ ثانی اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہے

موصول کا۔ موصول صلہ مل کر ''اِتَّبَعْتَ'' کا مفعول بہ۔ فعل + فاعل + مفعول مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ''مَا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ'' میں ''مَا'' نافیہ ''تَبِعُوْا'' فعل' واو ضمیر بارز فاعل ''قِبْلَتَكَ'' مفعول۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جوابِ قسم ہے جوابِ شرط نہیں۔ کیونکہ قسم پہلے ہے اور شرط بعد میں ہے اور قاعدہ ہے: اِذَا اجْتَمَعَ شَرْطٌ وَقَسَمٌ فَالْجَوَابُ لِلْمُتَقَدِّمِ مِنْهُمَا۔ ﴿وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ﴾ میں ''واوَ'' عاطفہ ''مَا'' نافیہ ''اَنْتَ'' ''مَا'' کا اسم ''بِتَابِعٍ'' میں ''باء'' حرفِ جر زائد ''تَابِعٍ'' مجرور لفظاً و منصوب محلاً' کیونکہ ''مَا'' کی خبر ہے۔ ''قِبْلَتَهُمْ'' ''تَابِعٍ'' کا مفعول اور یہ جملہ سابقہ جملہ پر عطف ہے۔ ﴿وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ﴾ ان کی بعینہٖ وہی ترکیب ہے جو سابقہ جملہ کی ہے۔ ﴿وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ ......﴾ میں واو استینافیہ ''لَ'' حرفِ قسم ''اِنْ'' حرفِ شرط ''اِتَّبَعْتَ'' فعل ''تَ'' ضمیر بارز فاعل ''اَهْوَآءَ هُمْ'' مفعول بہ ''مِنْ'' حرفِ جار ''بَعْدِ'' مضاف ''مَا'' موصولہ ''جَآءَ كَ'' ضمیر مستتر هُوَ راجع ہوئے۔ ''مَا'' فاعل ''كَ'' ضمیر مفعول فیہ ''مِنَ الْعِلْمِ'' جار مجرور متعلق ''كَائِنًا'' حال ہے ''جَآءَ'' کے فاعل ''هُوَ'' ضمیر سے۔ فعل' فاعل' مفعول فیہ اور حال مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ بعد کا۔ مضاف + مضاف الیہ مل کر مجرور حرفِ جار ''مِنْ'' کا۔ جار مجرور متعلق ''اتَّبَعْتَ'' کا۔ فعل + فاعل + مفعول بہ اور متعلق مل کر شرط۔ ﴿اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ میں ''اِنَّ'' حرفِ مشبہ بالفعل ''كَ'' ضمیر اس کا اسم ''اِذًا'' حرفِ جواب و جزاء۔ لیکن یہاں یہ فہملہ ہے' حرفِ قسم کی تاکید کے لیے آیا ہے۔ ''لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ'' میں ''لَ'' مزحلقہ۔ ''مِنْ'' حرفِ جر ''الظّٰلِمِيْنَ'' مجرور اور یہ متعلق ہے اِنَّ کی خبر کے جو محذوف ہے۔ ''اِنَّ'' اپنے اسم اور خبر سے مل کر جوابِ قسم ہے' جوابِ شرط (جزاء) نہیں ہے' ورنہ تو اس پر ''فاء'' کا استعمال کیا جاتا۔

(نوٹ) جیسا کہ ابھی ابھی گزرا ہے کہ کسی جملہ میں اگر شرط اور قسم دونوں آ جائیں تو ان میں سے جو مقدم ہوگا تو بعد والا جملہ اس کا جواب ہوگا۔ اگر شرط پہلے ہے تو بعد کا جملہ جزاء ہوگا اور اس پر جزاء والے احکام لاگو ہوں گے۔ اور اگر قسم پہلے ہو تو بعد کا جملہ جوابِ قسم ہوگا اور اس پر جوابِ قسم کے احکام جاری ہوں گے۔

__ترجمہ__

وَلَئِنْ: اور اگر	اَتَيْتَ: آپ لے آئیں
الَّذِيْنَ: ان کے پاس جن کو	اُوْتُوا الْكِتٰبَ: دی گئی کتاب

بِكُلِّ اٰيَةٍ: تمام نشانیاں (ہر نشانی)
مَّا تَبِعُوْا : تو بھی وہ لوگ پیروی نہیں کریں گے
قِبْلَتَكَ : آپؐ کے قبلے کی
وَمَآ اَنْتَ : اور نہ آپؐ
بِتَابِعٍ : پیروی کرنے والے ہیں
قِبْلَتَهُمْ :ان کے قبلے کی
وَمَا بَعْضُهُمْ :اور نہ اُن کے کچھ لوگ
بِتَابِعٍ :پیروی کرنے والے ہیں
قِبْلَةَ بَعْضٍ :(اپنے) کچھ لوگوں کے قبلے کی
وَلَئِنِ :اور اگر
اتَّبَعْتَ :آپؐ نے پیروی کی
اَهْوَآءَهُمْ :ان کی خواہشات کی
مِّنْ بَعْدِ :اس کے بعد
مَا جَآءَكَ : کہ جو آیا آپؐ کے پاس
مِنَ الْعِلْمِ :علم میں سے
اِنَّكَ اِذًا : پھر تو یقیناً آپؐ
لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ :ظلم کرنے والوں میں سے ہوں گے

نوٹ : (۱)اس آیت میں بھی انداز وہی ہے کہ خطاب نبی ﷺ سے ہے لیکن دراصل وارننگ ہم لوگوں کو دی گئی ہے۔

(۲) : اس آیت میں بھی ''اَهْوَاءَ هُمْ'' اور ''مِنَ الْعِلْمِ'' کا تقابلی مطالعہ ہماری راہنمائی اس حقیقت کی جانب کر رہا ہے کہ subjective thinking کے نتیجہ میں انسان جو عقائد اور نظریات قائم کرتا ہے' ان پر سائنٹیفک ریسرچ کے خواہ کتنے ہی ردے چڑھا لے' لیکن بہرحال وہ خواہشات ہی ہوتے ہیں۔ علم حاصل کرنے کا راستہ صرف ایک ہے' اور وہ یہ کہ علمِ وحی کی روشنی میں انسان اپنی objective thinking کی صلاحیت کو استعمال کرے۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اس راستے کی ضرورت واہمیت فزیکل سائنس سے زیادہ سوشل سائنس میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو قومیں آج آسمان سے تارے توڑ کر لا رہی ہیں' سوشل سائنس میں وہی قومیں آج ترقیٔ معکوس کا شکار ہیں۔ انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لیے اس حقیقت کا ادراک کرنا اور اس کا اعتراف کرنا ازبس ضروری ہے۔ اس ضمن میں آج کے ''اہل کتاب'' یعنی اُمت وسط کی ذمہ داری دوچند ہے' کیونکہ اب علمِ وحی ہمارے پاس ہے۔ اگر ہم نے اپنا فریضہ سرانجام نہ دیا تو میدانِ حشر میں ہم شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ کا فریضہ سرانجام نہیں دے سکیں گے اور بقول مولانا مودودیؒ اللہ تعالیٰ ہم سے پوچھے گا کہ جب دنیا

میں معصیت ظلم اور گمراہی کا یہ طوفان برپا تھا تو تم کہاں مر گئے تھے۔

آیت ۱۴۶

﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ﴾

ترکیب : ''اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ'' مبتدأ ہے اور ''یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ'' اس کی خبر ہے۔ ''اِنَّ'' کا اسم ''فَرِیْقًا'' ہے جو نکرہ موصوفہ ہے۔ ''مِنْھُمْ'' جار مجرور متعلق ''کَائِنًا''۔ ''کَائِنًا'' اپنے متعلق سے مل کر ''فَرِیْقًا'' کی صفت ہے۔ ''لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ'' میں ''ل'' مزحلقہ ''یَکْتُمُوْنَ'' فعل با فاعل ''اَلْحَقَّ'' مفعول بہ۔ ''وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ'' میں واوَ حالیہ ''ھُمْ یَعْلَمُوْنَ'' جملہ فعلیہ حال۔ فعل + فاعل + مفعول بہ مل کر ان کی خبر۔

ترجمہ

اَلَّذِیْنَ : وہ لوگ	اٰتَیْنٰھُمُ : ہم نے دی جن کو
اَلْکِتٰبَ : کتاب	یَعْرِفُوْنَہٗ : وہ لوگ پہچانتے ہیں اس کو
کَمَا : جیسے کہ	یَعْرِفُوْنَ : وہ پہچانتے ہیں
اَبْنَآءَھُمْ : اپنے بیٹوں کو	وَاِنَّ : اور یقیناً
فَرِیْقًا : ایک ایسا فریق	مِّنْھُمْ : ان میں سے
لَیَکْتُمُوْنَ : جو چھپاتا ہے	اَلْحَقَّ : حق کو
وَھُمْ : اس حال میں کہ وہ لوگ	یَعْلَمُوْنَ : جانتے ہیں

نوٹ (۱) : ''یَعْرِفُوْنَہٗ'' میں ''ہٗ'' کی ضمیر کو حضور ﷺ کے لیے بھی مانا گیا ہے' قرآن کے لیے بھی مانا گیا ہے اور ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ قبلہ کے طور پر بیت اللہ کے لیے ہے۔ میرے خیال میں یہ ضمیر اُن سب کی جامع ہے' کیونکہ حضور ﷺ کو انہی علامتوں سے پہچانا جاتا تھا اور اہل کتاب نے انہی علامتوں کے ذریعے حضور ﷺ کو اس طرح پہچان لیا تھا جیسے کوئی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔

آیت ۱۴۷

﴿اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ﴾

م ر ی

مَرٰی (ض) مِرْیَۃً: شک کی وجہ سے جھگڑا کرنا۔

مِرْیَۃٌ (اسم ذات): شک شبہ۔ ﴿فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ﴾ (ھود:۱۷) ''تو آپؐ نہ ہوں کسی شبہ میں اس سے۔''

مَارٰی (مفاعلہ) مِرَاءً: ایک دوسرے سے جھگڑنا۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ﴾ (الشوریٰ) ''بیشک جو لوگ جھگڑتے ہیں اس گھڑی میں (یعنی قیامت کے بارے میں) وہ دور کی گمراہی میں ہیں۔''

لَا تُمَارِ (فعل نہی): تو مت جھگڑ۔ ﴿فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا﴾ (الکہف:۲۲) ''پس تو مت جھگڑ اُن میں مگر ظاہری جھگڑنا (یعنی سرسری اختلاف ظاہر کر دینا)''

تَمَارٰی (تفاعل) تَمَارِیًا: باہم کسی پر یا کسی چیز میں شک کرنا' جھگڑا کرنا۔ ﴿وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ﴾ (القمر) ''اور اس نے خبردار کیا ان کو ہماری پکڑ سے تو ان لوگوں نے جھگڑا کیا خبردار کرنے میں۔''

اِمْتَرٰی (افتعال) اِمْتِرَاءً: اہتمام سے جھگڑا کرنا' شک کرنا۔ ﴿اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ﴾ (الدُّخان) ''بیشک یہ وہ ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔''

مُمْتَرٍ (اسم الفاعل): شک کرنے والا' جھگڑا کرنے والا (آیت زیر مطالعہ)

ترکیب: ''اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ'' کی ترکیب میں میرا ذہن مولانا اصلاحی کی رائے کو ترجیح دیتا ہے کہ ''اَلْحَقُّ'' خبر معرف باللام ہے۔ اس کا مبتدأ اور ضمیر فاعل دونوں محذوف ہیں۔ پورا جملہ اس طرح ہوتا: ''هٰذَا هُوَ الْحَقُّ'' جبکہ ''مِنْ رَّبِّكَ'' متعلق خبر ہے۔ ''لَا تَكُوْنَنَّ'' واحد مذکر مخاطب کے صیغے میں ''يَكُوْنُ'' کا فعل نہی ہے' نون ثقیلہ کے ساتھ۔ اس کا فاعل اس میں شامل ''اَنْتَ'' کی ضمیر ہے۔ ''مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ'' دراصل اس کا مفعول تھا لیکن اس پر ''مِنْ'' داخل ہونے کی وجہ سے اب متعلق فعل کہلائے گا۔

ترجمہ

اَلْحَقُّ: (یہ ہی) حق ہے	مِنْ رَّبِّكَ: آپؐ کے ربّ کی طرف سے
فَلَا تَكُوْنَنَّ: پس آپؐ ہرگز نہ ہوں	مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ: شک کرنے والوں میں سے